سورة هود

آیات ۱۱۰ - ۱۲۴

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِىْ
شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ
اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ
النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَىِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ
الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ۚ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِى الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا
مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَاۤ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ
الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ
﴿۱۱۸﴾ۙ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ
اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِىْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ
مَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ۙ
وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ
عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿١١٠﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ - اور بیشک ہم دے چکے ہیں موسیٰؑ کو کتاب

فَاخْتُلِفَ فِيْهِ - پھر اختلاف کیا گیا اس میں

اِخْتَلَفَ يَخْتَلِفُ ، اِخْتِلَافاً - اختلاف کرنا (۱۷)

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ - اور نہ ہوتی ایک بات پہلے سے (طے شدہ)

سَبَقَ يَسْبِقُ ، سَبْقًا - پہل کرنا، پہلے آنا

مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ - تیرے رب کی طرف سے تو ضرور فیصلہ چکا دیا جاتا ان کے درمیان

قَضٰى يَقْضِيْ ، قَضَآءً - فیصلہ کرنا، پورا کرنا

وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ - اور یقیناً وہ ایک شک میں ہیں اس سے

مُرِيْبٍ - بے چین کرنے والے (شک میں)

مُرِيْب - (رَيْب) شک ڈالنے والا، متردد بنادینے والا

وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا - اور یقیناً سب کے سب جب (جمع کئے جائیں گے)

لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ - تو لازماً پورا پورا دے گا ان کو آپ کا رب ان کے اعمال (کا بدلہ)

وَفّٰى يُوَفِّيْ ، تَوْفِيَةً - پورا پورا دینا (۱۱)

اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ - یقیناً وہ اس سے جو وہ لوگ کرتے ہیں باخبر ہے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ
﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾

اور البتہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی پھر اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر طے نہ ہو چکی ہوتی ایک بات تیرے رب کی طرف سے پہلے ہی سے تو ان کے مابین فیصلہ کر دیا جاتا، اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی پھر اس میں اختلاف کیا گیا

اور یہ بھی واقعہ ہے کہ تیرا رب ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے کر رہے گا، یقیناً وہ ان کی سب حرکتوں سے باخبر ہے

And We certainly gave Moses the Book before, and there arose disagreements about it (even as there are disagreements now about the Book revealed to you). Had it not been for a decree that had already gone forth from your Lord, the matter would have long been decided between them. Indeed they are in a disquieting doubt about it.
Surely your Lord will recompense all to the full for their deeds. For indeed He is well aware of all what they do.

محمد اقبال

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ فَاخۡتُلِفَ فِيۡهِ ‌ؕ وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ‌ ؕ وَاِنَّهُمۡ لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ مُرِيۡبٍ‏ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمۡ رَبُّكَ اَعۡمَالَهُمۡ‌ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ

نبی اکرم ﷺ کو تسلی

- سورت کے آخر میں مکہ میں جو نبی اکرم ﷺ کی سخت مخالفت ہو رہی تھی اس پر آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے اور اور مخالفین کو گزشتہ تاریخ کا آئینہ دکھایا جارہاہے تاکہ وہ اگر اندھے نہیں ہو گئے ہیں تو اپنا انجام دیکھ سکیں۔
- آپ ؐ کی فطرتِ سلیمہ کو اپیل کرنے والی دعوت، عقل اور انصاف کے ترازو میں تلنے کے لائق آپ ؐ کی ہر بات، آپ ؐ کے محکم دلائل، آپ ؐ کا پر یقین لب و لہجہ، اور آپ ؐ کے صفاف و شفاف کردار کے باوجود آپ کی مخالفت کی جاتی ہے، آپ پر سخت اعتراضات کئے جاتے ہیں، یہ جھٹلانے والے ہر بات میں اختلاف کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ ؐ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ان اختلافی باتوں اور مخالفین کے رویئے سے دل گرفتہ نہ ہوں یہ ایک ایسا رویہ ہے جو ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ جب بھی کسی پیغمبر نے اپنی قوم کو اللہ کا پیغام پہنچانے کی کوشش کی ہے اور ان میں اصلاح کا آغاز کیا ہے تو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ قوم نے یکسو ہو کر اسے قبول کر لیا ہو، آپ کی تبلیغی مساعی میں بفضلِ تعالیٰ کوئی کمی نہیں، لیکن آپ کی قوم اسی راستے پر بڑھتی جارہی ہے جس راستے پر پہلی قومیں چل کر تباہ ہوئی ہیں
- اس قرآن کے بارے میں مختلف لوگ مختلف قسم کی چہ میگوئیاں کر رہے ہیں، تو اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کو بھی کتاب دی گئی اور ان کی قوم کے لوگوں نے بھی توراۃ کے معاملے میں ان سے قدم قدم پر جھگڑا اور اختلاف کیا
- اللہ کی سنت ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو اصلاح کے لیے مہلت دیتا ہے۔ تاکہ اگر وہ بچنا چاہیں تو بچ جائیں۔ یا اگر کسی میں تھوڑی بہت بھی قبولیتِ ایمان کی استعداد باقی ہے تو اسے بروئے کار آنے کا موقع دینا چاہیے لیکن جب وہ دیکھتا ہے کہ مکھن کا آخری شمہ بھی نکالا جاچکا ہے اور اب پیچھے لسی کے سوا کچھ نہیں، تب اس کی طرف سے نزول عذاب کا حکم آتا ہے

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ - پس آپ ثابت قدم رہیں جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے

اِسْتَقَامَ يَسْتَقِيْمُ ، اِسْتِقَامَةً
قائم ہونا، ثابت قدم رہنا (X)

استقامت کا حکم واحد مذکر حاضر کے صیغے میں ←

وَمَنْ تَابَ مَعَكَ - اور وہ بھی جو تائب ہو کر آپ کے ساتھ ہیں

وَلَا تَطْغَوْا - اور نہ حد سے تجاوز کرو

طَغٰى يَطْغِيْ ، طُغْيَاناً – سرکشی کرنا، زیادتی کرنا، حد سے بڑھنا

سرکشی سے بچنے کا حکم جمع مذکر غائب کے صیغے میں ←

اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ - بیشک وہ (اللہ) تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے

وَلَا تَرْكَنُوْٓا - اور نہ تم لوگ مائل ہو

رَكِنَ يَرْكَنُ، رُكُوْناً - کسی کی طرف جھکنا، مائل ہونا - Slight inclination

اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا - ان کی طرف جنھوں نے ظلم کیا

فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ - ورنہ چھو لے گی تم کو آگ

مَسَّ يَمُسُّ ، مَسّاً - چھونا

وَمَا لَكُمْ - اور نہیں ہے تمہارے لیے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ - اللہ کے علاوہ کوئی مددگار

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿١١٤﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١١٥﴾

ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ - پھر تم کو مدد نہیں دی جائے گی

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ - اور قائم کرو نماز

طَرَفَيِ النَّهَارِ - دن کے دونوں سروں پر

طَرَفَيِ - اصل میں طَرْفٌ کا تثنیہ ہے (طَرَفَيْنِ) اضافت کی وجہ سے تثنیہ کا نون گر گیا

طَرَف - سرا / کنارا - (دن کا ایک کنارہ صبح اور دوسرا شام ہے)

وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ - اور رات کی کچھ (نزدیکی) ساعتوں میں

زَلَفَ يَزْلُفُ ، زَلْفًا - نزدیک ہونا، قریب ہونا

زُلْفَةٌ - کسی چیز کا وہ حصہ جو کسی چیز کے نزدیک ہو جیسے رات کا وہ حصہ جو دن کے نزدیک ہو یعنی سورج غروب ہونے کے بعد اور طلوع ہونے سے پہلے کا حصہ

اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ - بیشک نیکیاں دور کر دیتی ہیں برائیوں کو

اَذْهَبَ يُذْهِبُ ، اِذْهَاباً لے جانا، دور کرنا (IV)

ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ - یہ یاد دہانی ہے نصیحت ماننے والوں کے لیے

وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ - اور ثابت قدم رہیں، بیشک اللہ تعالیٰ

لَا يُضِيْعُ - ضائع نہیں کرتا

اَضَاعَ يُضِيْعُ ، اِضَاعَةً - ضائع کرنا (IV)

اردو: ضائع، ضیاع

اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ - اجر اچھے کام کرنے والوں کا

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۚ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١١٢﴾ وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا
تُنْصَرُونَ ﴿١١٣﴾ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ ۚ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۚ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ ﴿١١٤﴾ وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿١١٥﴾

پس اے محمدؐ، تم، اور تمہارے وہ ساتھی جو (کفر و بغاوت سے ایمان و طاعت کی طرف) پلٹ آئے ہیں، ٹھیک ٹھیک راہ راست پر ثابت قدم رہو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے اور بندگی کی حد سے تجاوز نہ کرو جو کچھ تم کر رہے ہو اس پر تمہارا رب نگاہ رکھتا ہے. اِن ظالموں کی طرف ذرا نہ جھکنا ورنہ جہنم کی لپیٹ میں آ جاؤ گے اور تمہیں کوئی ایسا ولی و سرپرست نہ ملے گا جو خدا سے تمہیں بچا سکے اور کہیں سے تم کو مدد نہ پہنچے گی. اور دیکھو، نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات گزرنے پر در حقیقت نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں، یہ ایک یاد دہانی ہے ان لوگوں کے لیے جو خدا کو یاد رکھنے والے ہیں اور ثابت قدم رہو، اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر کبھی ضائع نہیں کرتا

So remain, (O Muhammad), you and those who have returned with you (to the fold of faith and obedience from unbelief and rebellion) steadfast (in adhering to the straight way) as you were commanded. And do not exceed the limits of (service to Allah). For certainly He is aware of all what you do. And do not incline towards the wrong-doers lest the Fire might seize you and you will have none as your protector against Allah; and then you will not be helped from anywhere. And establish the Prayer at the two ends of the day and in the first hours of the night. Indeed the good deeds drive away the evil deeds. This is a Reminder to those who are mindful of Allah. And be patient; for indeed Allah never lets the reward of those who do good go to waste.

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿112﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿113﴾

نبی اکرم ﷺ کو ہدایات

- آپ ﷺ اور اہل ایمان کو راہ حق پر صبر واستقامت کی تلقین (اہل ایمان کی اخلاقی قوت اور رفعت کردار کے لیے)
- مکہ کے حالات میں اس حکم کی نوعیت: مخالفین کی اذیت رسانیاں، منہ زور اور خونخوار دشمن، جن کی آنکھوں میں حیا اور نہ ان کے دلوں میں کوئی لحاظ و مروت، غریب صحابہ بطور خاص نشانہ، جنہیں تپتی ہوئی ریت پر گھسیٹا جاتا اور کبھی دہکتے انگاروں پر لٹایا جاتا۔ ایسے حالات میں جبکہ مقابلے کی کوئی صورت ممکن نہ ہو اور برداشت کرنا بھی آسان نہ ہو، استقامت کا حکم دینا بجائے خود بہت بڑا امتحان ہے
- لیکن آپ ﷺ کو یہی راستہ اختیار کرنے کا حکم، اور یہ ہدایت بھی کہ اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہونی چاہیے، اس پہ کھڑے رہیں، اپنے عقائد میں کوئی اضمحلال پیدا نہ ہونے پائے، حق کی ان تعلیمات پر کوئی سمجھوتہ بھی نہیں۔ یہ سب چیزیں اس استقامت کے خلاف ہوں گی جس کا حکم اللہ نے دیا ہے۔ چوں می گوئم مسلمانم بلرزم که دانم مشکلات لا اله را
- اس حکم کی مشکلات اور شدت اور ہیبت کو حضور ﷺ نے محسوس فرمایا تھا۔ اور جیسا کہ روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا " مجھے ہود اور اس کے ساتھی سورتوں نے بوڑھا کردیا ہے "
- دیگر اہل ایمان کو حکم میں شامل کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ حدِ بندگی سے تجاوز نہ کرو، سرکشی اختیار نہ کرنے کا حکم۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مخالفین کے ظلم و ستم کے رد عمل میں ایسا قدم نہ اٹھاؤ جو شریعت کے خلاف ہو (ان لوگوں کو چونکہ امت کے لیے مشعلِ راہ بننا تھا اس لیے ان کی تربیت کا تقاضا تھا کہ انہیں کسی انحراف سے بچانے کے لیے براہِ راست مخاطب کیا جاتا)

وَلَا تَرۡكَنُوۡۤا اِلَى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَـكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ اَوۡلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾

اعدائے دین (ظالمین) کی طرف جھکنے کی ممانعت۔ (یہ آیت ایک بنیادی، اجتماعی، سیاسی، فوجی اور نظریاتی لائحہ عمل کی بنیاد)

- سابقہ آیت میں طغیٰ (حدِ اطاعت سے نکل کر سرکشی پہ آجانا) سے منع کیا گیا، یہاں اس کی ادنٰی شکل، دشمن کی طرف معمولی جھکاؤ سے بھی منع کیا گیا ہے۔ جس طرح اللہ سے سرکشی ایک بہت بڑا جرم ہے اسی طرح دشمن کی طرف جھک جانا اور اس کی طرف مائل ہو جانا بھی مشکل حالات میں اسلامی قوت کے لیے بہت نقصان دہ ہے۔ (اسلامی اجتماعیت کا تحفظ)
- مکہ معظّمہ میں اسلام کے پاس خطرناک حد تک افرادی قوت کی کمی تھی۔ دشمن ہر قیمت پر ایمان کا راستہ روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ایسے حالات میں چھوٹی سے کمزوری بھی برے نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ ایسی کمزوریوں کا آغاز ہمیشہ ایسی ہی باتوں سے ہوتا ہے۔ مشکل حالات میں کھڑے رہنے کے لیے ایک مضبوط جذبے کی ضرورت ہوتی ہے اور جہاں آدمی کا جھکاؤ دشمن کی طرف ہو جائے وہاں مقابلہ تو دور کی بات ہے خود اجتماعیت اور اس کی بقا کو خطرات لاحق ہو جاتے ہیں
- قرآن مجید نے اللہ، اس کے رسول اور مسلمانوں کے دشمنوں سے جہاں دوستی اور ولایت کے تعلق سے منع فرمایا ہے اس میں یہی حکمت کارفرما ہے۔ مسلمانوں کا مُوالات اور مُواخات کا تعلق اپنے مسلمان بھائیوں سے ہونا چاہیے، ان قوتوں سے ہرگز نہیں جو اُن کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتی ہیں (قرآنِ کریم کا یہ اہم مضمون سورۃ آلِ عمران آیت، ۲۸ اور ۱۱۸، سورۃ النساء آیت ۱۴۴ اور سورۃ الممتحنہ آیت ۹، میں کھول کر بیان کیا گیا ہے)
- یہ اللہ تعالیٰ کا بالکل واضح حکم ہے اس لیے قرآن کریم نے شدید رویہ اختیار کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تمہارا جھکاؤ اعدائے دین کی طرف ہوگیا تو اندیشہ ہے کہ تمہیں آگ نہ آپکڑے، یعنی تمہارا انجام بھی وہی ہو۔ ایسی صورت میں پھر کوئی تمہارا حامی و مددگار نہیں ہوگا اور نہ تم مدد کیے جاؤ گے۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيۡلِ ؕ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ يُذۡهِبۡنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكۡرٰى لِلذّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصۡبِرۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۱۵﴾

اقامتِ صلوۃ کا حکم

- دن کے دونوں سروں پر سے مراد صبح اور مغرب ہے، اور کچھ رات گزرنے پر سے مراد عشاء کا وقت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ ارشاد اس زمانے کا ہے جب نماز کے لیے ابھی پانچ وقت مقرر نہیں کیے گئے تھے
- متعدد مفسرین نے اس آیت میں پانچوں نمازوں کی شامل کرکے، قرآن کے اس مقام سے پنجگانہ نماز کی فرضیت ثابت کی ہے لیکن یہ سورت واقعۂ اگر معراج سے پہلے نازل ہوئی ہے تو پھر اس سے نماز پنجگانہ کا ثبوت تلاش کرنا صحیح نہیں ہوگا، پانچ نمازوں کا موجودہ نظام گیارہ نبوی میں معراج کے بعد قائم ہوا ہے۔ اس سے پہلے مکی دور میں تقریباً ساڑھے دس برس تک نمازوں کے بارے میں جو احکام نازل ہوئے وہ اسی نوعیت کے ہیں

اقامتِ صلوۃ کا یہ حکم کس پس منظر میں ہے؟ کیا یہ کوئی فقہی حکم ہے؟

- یہ مکی سورت ہے تو ظاہر ہے یہ فقہی حکم نہیں ہے۔ جب یہ سورت نازل ہو رہی تھی تو مسلمانوں پر پوری شدت سے ظلم و ستم ہو رہے تھے، ان اذیتوں کی تاب نہ لا کر بہت سے لوگ ہجرت کر چکے تھے۔ جو پیچھے رہ گئے تھے انھیں پوری طرح تختہ مشق بنایا جا رہا تھا۔ ایسے حالات میں استقامت دکھانا اور دشمن کی طرف معمولی جھکاؤ سے بھی بچنا بلکہ ان سے ترک تعلق کر دینا نہایت مشکل کام تھا۔ ایسا کٹھن کام اللہ کی مدد اور نصرت کے بغیر ممکن نہ تھا۔ ان مشکل حالات میں مسلمانوں کو یہ نسخہ بتایا گیا
- کہ دن کے دونوں طرفوں میں نماز کا اہتمام کرو۔ اور رات کے بھی کسی حصے میں اللہ کے سامنے نماز کے لیے قیام کرو۔ یہ وہ طریقہ ہے جس سے تمہارا رشتہ اللہ سے مضبوط ہو جائے گا۔ اللہ سے تمہارا تعلق اس قدر پختہ ہو جائے گا کہ تم بڑی سے بڑی مصیبت میں بھی کبھی اپنے آپ کو تنہا نہیں سمجھو گے۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۱۵﴾

- اس سے پہلے نبی کریم ﷺ کو بھی، نبوت کے آغاز میں ہی اقامتِ دین کے مشکل ترین کام کو سرانجام دینے کے لیے اللہ کے حضور نماز کے ذریعے قوت حاصل کرنے حکم دیا گیا (يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ (1) قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا (2) نِّصْفَهُ أَوِ انقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا (3) أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا (4) إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا (5)

- نماز ایک عظیم فریضہ ہے جس میں ایک طرف تو آدمی اللہ کے ساتھ جڑ جاتا ہے۔ ہاتھ اٹھا کر جب نیت باندھتا ہے تو تمام دنیا سے ترک تعلق کا اعلان کرتا ہے اور دونوں ہاتھ باندھ کر اللہ کی غلامی کا نہ صرف اقرار کرتا ہے بلکہ اس پر کمر ہمت باندھ لیتا ہے۔ پھر اسی غلامی کا اظہار کبھی رکوع کی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی سجود کی شکل میں اور کبھی قعود کی حالت میں۔ پھر اس میں تسبیحات اللہ سے مناجات کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ ہر رکن کی ادائیگی پر اللہ اکبر کا اعلان انسان کو ایک ایسی بے کراں قوت سے جوڑ دیتا ہے جس کے بعد کسی کمزوری کا احساس باقی نہیں رہتا۔ اللہ کی عظمت اور قوت دل میں اترتی چلی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ کوئی آستان نظروں میں جچتا ہے اور نہ تخت و تاج کے لوگ نگاہوں میں بستے ہیں

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

- اس فارمولے کا دوسرا حصہ صبر پر عمل کرنا ہے۔ صبر بے بسی کا نام نہیں۔ اور نہ طاقت و قوت دیکھ کر حق سے دستبردار ہو جانے کا نام ہے بلکہ صبر ایک ایسی قوت ہے جو انسان کو کسی ظلم کے سامنے جھکنے نہیں دیتی۔ کسی تخت کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہونے دیتی، وہ حق و صداقت کا علمبردار بن کر اٹھتا ہے تو اس راستے میں آنے والی مشکلات اس کے نزدیک سامان سفر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔ وہ کٹ سکتا ہے لیکن جھکنا نہیں جانتا

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿١١٦﴾

فَلَوْلَا كَانَ - تو کیوں نہ ہوا کہ ہوتے

قُرُوْن ، قَرْن کی جمع (زمانہ ، ایک زمانے یا عہد کے لوگ ، قومیں ، نسلیں)

مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ - قوموں میں سے تم سے پہلے

اُولُوْا بَقِيَّةٍ - کچھ اہل خیر (صاحبان فہم و فضیلت)

أُولُو - والے (جمع)

بَقِيَّة - عقل و دانش، خیر و صلاح

باقی ماندہ لوگ (معنی سے): چونکہ انسانی فطرت ہے کہ وہ سب سے عمدہ چیز کو باقی رکھتا ہے لہٰذا بقیۃ القوم کا مطلب ہوگا قوم کے ارباب عقل و بصیرت

يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ - جو منع کرتے فساد برپا کرنے سے زمین میں

نَهٰى يَنْهٰى ، نَهْيًا - منع کرنا

اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ - سوائے قلیل لوگوں کے ان میں سے جن کو

اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ - ہم نے نجات دی ان (قوموں) میں سے

اَنْجٰى يُنْجِيْ ، اِنْجَآءً - منع کرنا (IV)

وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا - اور پیچھے لگے رہے وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا

أَتْرَفَ يُتْرِفُ ، إِتْرَافًا - عیش و عشرت میں پڑنا (IV)

مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ - اس کے جو ان کو خوشحالی دی گئی جس میں

مُتْرِف (مُتْرِفِين) - عیش و عشرت میں ڈوبے لوگ

وَ مَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

وَ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ - اور وہ تھے مجرم لوگ

وَ مَا كَانَ رَبُّكَ - اور نہیں ہے تیرا رب ایسا

اَهْلَكَ يُهْلِكُ ، اِهْلَاكاً - ہلاک کرنا (۱۷)

لِيُهْلِكَ الْقُرٰى - (کہ) وہ ہلاک کرے بستیوں کو

بِظُلْمٍ - کسی ظلم سے

وَّ اَهْلُهَا - اس حال میں کہ اس کے رہنے والے

مُصْلِح - اصلاح کرنے والا

مُصْلِحُوْنَ - اصلاح کرنے والے ہوں

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾.

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ - اور اگر چاہتا تیرا رب

لَجَعَلَ النَّاسَ - تو ضرور بنا دیتا انسانوں کو

اُمَّةً وَّاحِدَةً - ایک ہی جماعت

وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ - وہ اختلاف کرنے والے ہمیشہ رہیں گے

زَالَ يَزَالُ ، زَوَالاً - زائل ہونا، نہ رہنا

حرف نفی کے ساتھ مثبت معنیٰ، ہمیشہ رہنا، ہوتے ہیں (وہ ہمیشہ رہیں گے)

اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ - مگر جس پر آپ کے رب نے رحم کیا

وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ - اور اس کے لیے ہی اس نے پیدا کیا ان کو

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ - اور پوری ہو گئی تیرے رب کی یہ بات

تَمَّ يَتِمُّ ، تَمَاماً - مکمل ہونا، پورا ہونا

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ - (کہ) میں ضرور بھروں گا جہنم کو

(م ل و)

مَلَاَ يَمْلَاُ ، مَلْاً - کسی چیز کو کسی سے بھرنا

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ - جنوں اور انسانوں، سب سے

فَلَوۡلَا كَانَ مِنَ الۡقُرُوۡنِ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ اُولُوۡا بَقِيَّةٍ يَّنۡهَوۡنَ عَنِ الۡفَسَادِ فِى الۡاَرۡضِ اِلَّا قَلِيۡلًا مِّمَّنۡ اَنۡجَيۡنَا مِنۡهُمۡ‌ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مَاۤ اُتۡرِفُوۡا فِيۡهِ وَكَانُوۡا مُجۡرِمِيۡنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ
لِيُهۡلِكَ الۡقُرٰى بِظُلۡمٍ وَّاَهۡلُهَا مُصۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوۡ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً‌ وَّلَا يَزَالُوۡنَ مُخۡتَلِفِيۡنَۙ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ رَبُّكَ‌ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمۡ‌ ؕ وَتَمَّتۡ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمۡلَئَنَّ
جَهَنَّمَ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۱۱۹﴾

پھر کیوں نہ اُن قوموں میں جو تم سے پہلے گزر چکی ہیں ایسے اہل خیر موجود رہے جو لوگوں کو زمین میں فساد برپا کرنے سے روکتے؟ ایسے لوگ نکلے بھی تو بہت کم، جن کو ہم نے ان قوموں میں سے بچا لیا، ورنہ ظالم لوگ تو انہی مزوں کے پیچھے پڑے رہے جن کے سامان انہیں فراوانی کے ساتھ دیے گئے تھے اور وہ مجرم بن کر رہے. تیرا رب ایسا نہیں ہے کہ بستیوں کو ناحق تباہ کر دے حالانکہ ان کے باشندے اصلاح کرنے والے ہوں. بے شک تیرا رب اگر چاہتا تو تمام انسانوں کو ایک گروہ بنا سکتا تھا، مگر اب تو وہ مختلف طریقوں ہی پر چلتے رہیں گے. اور بے راہ رویوں سے صرف وہ لوگ بچیں گے جن پر تیرے رب کی رحمت ہے اِسی (آزادیِ انتخاب و اختیار) کے لیے ہی تو اس نے انہیں پیدا کیا تھا اور تیرے رب کی وہ بات پوری ہو گئی جو اس نے کہی تھی کہ میں جہنم کو جن اور انسان، سب سے بھر دوں گا

Why were there not, out of the generations that passed away before you, righteous men who would forbid others from causing corruption on the earth? And if such were there, they were only a few whom We had saved from those generations, or else the wrong-doers kept pursuing the ease and comfort which had been conferred upon them, thus losing themselves in sinfulness. And your Lord is not such as would wrongfully destroy human habitations while their inhabitants are righteous. Had your Lord so willed, He would surely have made mankind one community. But as things stand, now they will not cease to differ among themselves and to follow erroneous ways except for those on whom your Lord has mercy. And it is for this (exercise of freedom of choice) that He has created them.And the word of your Lord was fulfilled: 'Indeed I will fill the Hell, with men and jinn, altogether.

محمد اقبال

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾

سابقہ قوموں کی ہلاکت کے اسباب

- ان آیات میں نہایت سبق آموز طریقہ سے ان قوموں کی تباہی کے اصل سبب پر روشنی ڈالی گئی ہے جن کے حالات پچھلے چھ رکوع میں بیان ہوئے ہیں۔
- یہاں اللہ تعالیٰ کی اس سنت اور پالیسی کا بیان ہے جو اس نے اقوام عالم کے بارے میں اختیار کی ہوئی ہے۔
- جس قوم کے اندر، کفر و شرک، نافرمانی و سرکشی، ظلم واستحصال .....کے سبب فساد عام ہو جائے لیکن اس میں ایسے لوگ بھی موجود ہوں جو اصلاح احوال کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں تو یہ قوم بچنے والی قوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی ایسی قوم کو نیست و نابود نہیں فرماتا۔
- لیکن ایسی اقوام جس میں ظالم ظلم کریں اور دندناتے پھریں، فسادی فساد کرتے رہیں اور کوئی روکنے والا نہ ہو یا ان میں ایسے لوگ ہوں جو ظلم و فساد کو برا سمجھتے ہوں اور وہ صورت حالات کو بدلنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں۔ تو ان قوموں کے بارے سنت الٰہیہ اپنا کام کرتی ہے یا تو اس قوم کو نیست و نابود کر دیا جاتا ہے یا اس پر ایسا عذاب آتا ہے کہ یہ قوم من حیث القوم بکھر جاتی ہے۔
- انسانی تاریخ میں جتنی قومیں تباہ ہوئی ہیں ان کی ہلاکت کا بنیادی سبب یہ رہا ہے کہ وہ اس حد تک بگڑ گئی تھیں کہ ان میں سے ایک ایسی جماعت وجود میں نہ آسکی جو خیر واصلاح کی طرف دعوت دے۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَاۤ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾

سابقہ قوموں کی ہلاکت کے اسباب

- یعنی اگلی امتوں میں اگر ایسے لوگ کثرت سے ہوتے جو دوسروں کو فساد فی الارض سے یا قانون الہٰی کی نافرمانیوں سے روکتے ٹوکتے رہتے تو ان قوموں پر عذاب ہی کیوں آتا وہ تو صرف معدودے چند لوگ تھے، جنھوں نے اپنا یہ فرض ادا کیا اور وہ عذاب کی گرفت سے محفوظ رکھے گئے
- یہ بات قرآن میں بار بار دہرائی گئی ہے کہ حق کے علمبردار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حق ادا کرنے والے لوگ جہاں بھی ہوں جس قوم سے بھی ہوں اللہ تعالیٰ ہمیشہ انھیں اپنی رحمت خاص سے بچالیتا ہے
- ہر دور میں امر و نہی کا فریضہ ادا کرنے والے لوگ تھوڑے رہے ہیں

امت محمدیہ کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم :

- پچھلی قوموں کا حال سنا کر امت محمدیہ کو جتلایا گیا ہے کہ ان میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے بکثرت موجود رہنے چاہئیں۔ اسی لیے حدیث صحیح میں ہے کہ جب ظالم کا ہاتھ پکڑ کر ظلم سے نہ روکا جائے اور لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کردیں تو قریب ہے کہ خدا تعالیٰ ایسا عام عذاب بھیجے جو کسی کو نہ چھوڑے
- مسلمانوں کا اشرف الناس اور امت محمدیہ کا اشرف الامم ہونا ہی اس بنا پر بتلایا گیا کہ یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں (كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ تم بہترین امت ہو کہ لوگوں کے نفع رسانی کے لیے نکالے گئے ہو۔ تم نیک کام کا حکم کرتے ہو اور برے کام سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو

وَ مَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهۡلِكَ الۡقُرٰى بِظُلۡمٍ وَّ اَهۡلُهَا مُصۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوۡ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوۡنَ مُخۡتَلِفِيۡنَ ﴿۱۱۸﴾

قوموں کی ہلاکت کے باب میں سنت الٰہی

- اب اس سنت کو واضح الفاظ میں بیان بھی کر دیا گیا، کہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ وہ کسی بستی کو ان کے کسی ظلم کی پاداش میں ہلاک کردے جب کہ اس کے باشندے بحیثیت مجموعی اصلاح کرنے والے ہوں
- یہاں ظلم سے مراد انفرادی خرابیاں ہیں، یعنی اگر کوئی قوم انفرادی طور پر بگڑ جائے اور اس کے اعمال و اخلاق میں خرابیاں پیدا ہو جائیں، معاملات میں بگاڑ پیدا ہو جائے لیکن اجتماعی طور پر اس کے ادارے درست کام کر رہے ہوں، منزل تبدیل نہ ہوئی ہو، سفر کی سمت میں تغیر نہ آیا ہو اور اصلاح کے لیے کام کرنے والے لوگ اور ادارے اپنا اپنا فرض انجام دے رہے ہوں تو محض کسی قوم کے انفرادی گناہ اللہ کے عذاب کا موجب نہیں بنتے
- خدا کا عذاب کسی قوم پر اس وقت آتا ہے جب قوم کا مزاج بحیثیت مجموعی بگڑ جاتا ہے۔ اصلاح کرنے والے یا تو اس میں باقی رہ ہی نہیں جاتے یا رہتے ہیں تو خال خال نہایت قلیل تعداد میں

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

ہدایت و ضلالت کے معاملہ میں قانون الٰہی: اللہ اگر سب کو ایک ہی امت بنا دینا چاہتا تو وہ ایسا کر تو سکتا تھا، کوئی اس کا ہاتھ پکڑنے والا نہیں تھا لیکن اس نے ہدایت و ضلالت کے معاملے میں اس جبر کو پسند نہیں فرمایا

- اللہ تعالیٰ کی مشیت اس میں نہیں کہ جبر و اکراہ سے لوگوں کو حق پر اکٹھا کرے اور ان کو ایک امت قرار دے، اس نے انسانوں کو نیکی اور بدی کا راستہ بتا دیا، دونوں کے انجام کی پیشگی خبر دے دی، اب انسان اپنے اختیار سے جو چاہے راستہ اپنا لے

وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَ جَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَ قُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ - اور یہ سب جو ہم بیان کر رہے ہیں آپ پر

مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ - رسولوں کی خبروں میں سے

اَنْۢبَآء - خبریں

مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ - اس سے ہم مضبوط رکھتے ہیں آپ کے دل کو

ثَبَّتَ يُثَبِّتُ ، تَثْبِيْتاً - مضبوط رکھنا (II)

فؤاد کا معنی دل لیکن یہ لفظ اس عضو کے لیے استعمال نہیں ہوتا جو سینے میں دھڑکتا ہے بلکہ اس مقام کے لیے استعمال ہوتا ہے جو انسان کے شعور وادراک، جذبات و خواہشات، عقائد و افکار اور نیتوں اور ارادوں کا مقام ہے

وَ جَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ - اور آ چکا ہے تمہارے پاس اسی میں حق

وَ مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ - (اس میں) نصیحت اور یاد دہانی ہے ایمان والوں کے لیے

مَوْعِظَة - نصیحت

وَ قُلْ لِّلَّذِيْنَ - اور کہہ دیجیے ان لوگوں سے

لَا يُؤْمِنُوْنَ - جو ایمان نہیں لا رہے

اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ - تم عمل کیے جاؤ اپنی جگہ پر

وَ انْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَ تَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

اِنَّا عٰمِلُوْنَ - ہم عمل کر رہے ہیں (اپنے طریقے پر)

وَ انْتَظِرُوْا - اور انتظار کرو

اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ - اور ہم (بھی) انتظار کرتے ہیں

وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ - اور اللہ ہی کے لیے ہے غیب آسمانوں کا اور زمین کا

وَ اِلَيْهِ يُرْجَعُ - اور اُس ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں

رَجَعَ - لوٹنا	أَرْجَعَ يُرْجِعُ ، إِرْجَاعًا - لوٹانا (١٧)

الْاَمْرُ كُلُّهٗ - تمام معاملات سب کے سب

فَاعْبُدْهُ وَ تَوَكَّلْ عَلَيْهِ - پس اسی کی عبادت کرو اور بھروسہ رکھو اسی پر

وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ - اور نہیں ہے تیرا رب کچھ بے خبر

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ - اس سے جو تم عمل کرتے ہو

وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيۡكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَ جَآءَكَ فِىۡ هٰذِهِ الۡحَقُّ وَ مَوۡعِظَةٌ وَّ ذِكۡرٰى لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۲۰﴾ وَ قُلۡ لِّلَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ
اعۡمَلُوۡا عَلٰى مَكَانَتِكُمۡ ؕ اِنَّا عٰمِلُوۡنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ انۡتَظِرُوۡا ۚ اِنَّا مُنۡتَظِرُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ لِلّٰهِ غَيۡبُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اِلَيۡهِ يُرۡجَعُ الۡاَمۡرُ كُلُّهٗ فَاعۡبُدۡهُ وَ تَوَكَّلۡ عَلَيۡهِ ؕ
وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾

اور اے محمدؐ، یہ پیغمبروں کے قصے جو ہم تمہیں سناتے ہیں، وہ چیزیں ہیں جن کے ذریعے سے ہم تمہارے دل کو مضبوط کرتے ہیں ان کے اندر تم کو حقیقت کا علم ملا اور ایمان لانے والوں کو نصیحت اور بیداری نصیب ہوئی. رہے وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے، تو ان سے کہہ دو کہ تم اپنے طریقے پر کام کرتے رہو اور ہم اپنے طریقے پر کیے جاتے ہیں. انجام کار کا تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی منتظر ہیں. آسمانوں اور زمین میں جو کچھ چھپا ہوا ہے سب اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے اور سارا معاملہ اسی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے پس اے نبیؐ، تو اس کی بندگی کر اور اسی پر بھروسا رکھ، جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو تیرا رب اس سے بے خبر نہیں ہے

(O Muhammad!) We narrate these anecdotes of Messengers to you that We may strengthen through them your heart. In these anecdotes come to you the truth, and an exhortation, and a reminder for the believers. As for those who are bent on not believing, tell them: 'Work according to your way and we are working according to our way. And do wait for the end of things; we too are waiting. All that is hidden in the heavens and the earth lies within the power of Allah. To Him are all matters referred for judgement. So do serve Him, and place in Him all your trust. Your Lord is not heedless of what you do.

محمد اقبال

وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَ جَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

انبیاء کے قصے بیان کرنے کی غرض و غایت

- اس آیت کریمہ میں گذشتہ انبیاء علیہ السلام کے قصص و حکایات بیان کرنے کی غرض و غایت بیان کی جارہی ہے کہ قرآن کے تاریخی واقعات کو معمولی نہ سمجھا جائے یہ محض قصہ گوئی کی خاطر بیان نہیں کیے گئے، یہ زندگی کے بہترین دروس کا مجموعہ ہیں۔ ان میں انسانوں کے آج اور کل کے لیے تمام زاویوں اور پہلوؤں سے ہدایت و رہنمائی کا سامان ہے۔

1. ان قصص و واقعات کو بیان کرکے آپؐ کے قلب مقدس کو مضبوط و مستحکم کیا جائے اور آپؐ کو بتایا جائے کہ حق و باطل کی آویزش میں ہمیشہ آخری فتح حق کی ہوتی ہے تاکہ آپ مزید عزم و استقلال کے ساتھ حالات کا مقابلہ کریں۔ (ناامیدی اور یاس کی تھوڑی سی گرد بھی آپ ﷺ کے قلب مبارک پر نہ پڑے)
2. اور ان قصص سے بالواسطہ طور پر آپ ﷺ کے ساتھیوں کو بھی تسلی دی جائے کہ وہ مخالفت کے ان طوفانوں سے نہ گھبرائیں۔ اور جادہ رشد و ہدایت پر ثابت قدم رہیں۔

جب بھی کوئی رسول کسی قوم کی طرف مبعوث ہوا اور اسے دعوت حق پیش کی تو اس کی مخالفت اسی شد و مد سے ہوئی۔ انبیاء و رسل اور ان کے ساتھیوں کو ہمیشہ ایسے ہی حالات کا سامنا کرنا پڑا۔

3. پھر ان قصص میں زندگی سے مربوط حقائق یعنی کامیابی اور ناکامی کے عوامل بیان کر دیئے گئے ہیں (وَ جَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ)
4. ان قصص میں مومنین کے لیے وعظ و نصیحت اور تذکر و یاددہانی ہے (مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ)

وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ انْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَ تَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

سورت کا اختتامیہ

- آخر میں آپ ﷺ کو فرمایا گیا کہ دشمن کی طرف سے سختیوں، انکار اور ہٹ دھرمیوں کے مقابلے میں آپؐ بھی وہی کہیں جو آپؐ سے پہلے دوسرے انبیاء علیہ السلام اپنی قوموں سے اس موقع پر کہتے رہے " جو کچھ تمہارے بس میں ہے وہ انجام دے ڈالو اور کوئی گنجائش نہ چھوڑو اور جو کچھ ہماری طاقت ہو گی ہم بھی انجام دیں گے ۔ تم انتظار میں رہو اور ہم بھی انتظار کرتے ہیں تاکہ دیکھیں کہ کون کامیاب ہوتا ہے اور کون ہزیمت اٹھاتا ہے ؟
- سورت کے آخر میں پھر (آغاز کی طرح) توحید کا ذکر (تین پہلو)

۱- توحیدِ علمی : آسمانوں اور زمینوں کے غیبی اسرار اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں اور وہی ہے جو تمام آشکار اور چھپے بھیدوں سے باخبر ہے ۔ وہ اس صفت میں اکیلا ہے اور کوئی دوسرا اس کی مانند نہیں ہے۔

۲- توحید افعالی : تمام امور کی باگ دوڑ اس کے قبضہ قدرت میں ہے اور تمام چیزوں کی بازگشت بھی اسی کی طرف ہے (کائنات میں رونما ہونے والے تمام امور حتی دوسری موجودات کے افعال کا حقیقی فاعل اللہ کی ذات ہے)

۳- توحیدِ عبادت : اب جبکہ لامحدود علم اور بے پایاں قدرت اسی ذات پاک سے مخصوص ہے اور ہر چیز کی بازگشت بھی اس کی طرف ہے لہٰذا صرف اس کی پرستش و عبادت کرو

- جو لوگ اصلاح کی کوشش کر رہے وہ یقین رکھیں کہ ان کی محنتیں ضائع نہ ہونگی اور فساد کرنے والے بھی سزا پا کے رہیں گے

اضافی مواد

Reference Material

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فرضِ منصبی

- اسلام میں پانچ ارکانِ اسلام کے علاوہ بھی کئی امور ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے مسلمانوں پر فرض قرار دیئے ہیں۔ ان میں سے بعض تو فرض عین ہیں اور بعض فرض کفایہ۔ انہی میں سے ہی اچھے کاموں کا حکم دینا اور برے کاموں سے روکنا بھی ہے جو دین اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے اور اسے قرآن کریم اور حدیث شریف میں امر بالمعروف اور نهی عن المنكر کہا گیا ہے۔ یہ قرآن حکیم کی ایک جامع اصطلاح ہے اور یہ قرآن میں ایک وحدت کے طور پر بیان ہوئی ہے.
- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم نے قوموں کی ہلاکت پر اسے دلیل کے طور پر بیان کیا ہے۔ جن قوموں نے اس فریضے کو فراموش کر دیا اور بعض بنی اسرائیل نے جب اس فریضہ کو چھوڑ دیا تو حضرت عیسیٰؑ اور حضرت داؤدؑ نے ان پر اس کے سبب لعنت کی تھی
- فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ (ھود: 116) تو تمہارے پہلے والے زمانوں اور نسلوں میں ایسے صاحبانِ عقل کیوں نہ ہوئے ہیں جو لوگوں کو زمین میں فساد پھیلانے سے روکتے
- امر بالمعروف / اقامتِ دین / شہادت علی الناس کا کام کرنے والوں کے بارے میں قرآن میں عظیم بشارت

← یہ فلاح پانے والے ہیں، یہ اللہ کے مقربین میں ہوں گے اور سب سے بڑا ایوارڈ- اللہ کے مددگار کا خطاب

- كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ - آل عمران- 110 تم ایک بہترین امت ہو جسے دوسرے سارے انسانوں کے لیئے برپا کیا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو

امت کے بہترین ہونے کی دلیل کو امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور اللہ پر ایمان سے بیان کیا گیا ہے

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فرضِ منصبی

- وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ - اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے رفیق اور مددگار ہوتے ہیں، نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں
- وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾
- تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی رہنے چاہییں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں، اور برائیوں سے روکتے رہیں جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے
- اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (الحج: ۴۱) یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز کا نظام قائم کریں گے، زکوۃ ادا کریں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور بدی سے روکیں گے
- حضرت العرس بن عمیرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کی غلطیوں پر سب کو (جو اس غلطی میں مبتلا نہیں ہیں) عذاب نہیں دیتے، البتہ سب کو اس صورت میں عذاب دیتے ہیں جب کہ فرماں بردار باوجود قدرت کے نافرمانی کرنے والوں کو نہ روکیں۔" (طبرانی، مجمع الزوائد)

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "آدمی سے بیوی، مال، اولاد اور پڑوسی کے متعلق احکامات پورے کرنے کے سلسلے میں جو کوتاہیاں اور گناہ ہو جاتے ہیں ان کا نماز، صدقہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کفارہ بن جاتے ہیں۔" (بخاری)

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فرضِ منصبی

- حضرت درہؓ بنتِ ابی لہب بیان کرتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں میں سے بہترین شخص کون ہے؟" آپؐ نے فرمایا: "جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہو اور سب سے زیادہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام کرنے والا ہو۔" (مسند احمد)

- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَوْحَی اللہُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰی جِبْرِیْلَ علیہ السلام: اَنِ اقْلِبْ مَدِیْنَۃَ کَذَا وَکَذَا بِاَھْلِھَا "اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو وحی کی کہ فلاں فلاں بستیوں کو ان کے رہنے والوں پر الٹ دو"۔ ایسا عذابِ الٰہی قومِ لوط اور بہت سی قوموں پر آیا ہے۔ قَالَ: یَا رَبِّ! اِنَّ فِیْھِمْ عَبْدَکَ فُلَانًا لَمْ یَعْصِکَ طَرْفَۃَ عَیْنٍ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ "اس پر حضرت جبرائیلؑ نے عرض کیا: پروردگار! ان میں تو تیرا فلاں بندہ بھی ہے (جو اتنا نیک، اتنا زاہد اور اتنا عبادت گزار ہے) کہ اس نے کبھی پلک جھپکنے جتنی دیر بھی تیری معصیت میں بسر نہیں کی"۔ اب کسی کی نیکی، تقویٰ اور زہد کا اندازہ آپ اس سے کیجیے کہ یہ گواہی دینے والے حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں اور اللہ کی جناب میں گواہی دے رہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ کی جناب میں تو ابو جہل بھی جھوٹ نہیں بولے گا، اور فرشتے کے جھوٹ بولنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ قَالَ فَقَالَ: اقْلِبْھَا عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ، فَاِنَّ وَجْھَہٗ لَمْ یَتَمَعَّرْ فِیَّ سَاعَۃً قَطُّ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: الٹو ان بستیوں کو پہلے اس پر اور پھر دوسروں پر، اس لیے کہ اس کے چہرے کا رنگ میری (غیرت اور حمیت کی) وجہ سے کبھی ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں بدلا" (شعب الایمان للبیہقی: 7595)

یہ فرضِ منصبی ادا کرنے اور نہ کرنے کے نتائج و عواقب

- بنی اسرائیل پر فردِ جرم میں یہ چیز بھی شامل اور ان پر لعنت کا باعث - كَانُوۡا لَا يَتَنَاهَوۡنَ عَنۡ مُّنۡكَرٍ فَعَلُوۡهُ ؕ لَبِئۡسَ مَا كَانُوۡا يَفۡعَلُوۡنَ۔ وہ برے کاموں سے ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے بلاشبہ وہ برا کرتے تھے
- مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ (مسلم)

تم میں سے جو کوئی کسی برائی کو دیکھے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اسے اپنے زورِ بازو سے بدل دے. اگر وہ اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے (اسے برا کہے اور اسے بدلنے کی کوشش کرے) اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل سے (اسے برا جانے)اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:«مَا اسْتُخْلِفَ خَلِيفَةٌ إِلاَّ لَهُ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْخَيْرِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ، وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ، وَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللَّهُ »

جب بھی کوئی شخص (خلیفہ) حاکم ہوتا ہے تو اس کے صلاح کار اور مشیر دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو اسے نیکی اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور اس پر ابھارتے رہتے ہیں اور دوسرے وہ جو اسے برائی کا حکم دیتے ہیں اور اس پر اسے ابھارتے رہتے ہیں اور معصوم وہ ہے جسے اللہ محفوظ رکھے۔ (البخاری)

- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ وَتَرَكْتُمْ الْجِهَادَ سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ –سنن أبي داود, مسند أحمد, السُّنَنُ الْكُبْرَى لِلْبَيْهقِيِّ, طَّبَرَانِيِّ جب تم بیع عینہ (سودی کاروبار) شروع کردوگے اور بیلوں کی دموں کو پکڑلوگے اور کھیتی باڑی پر خوش ہو جاؤگے اور جہاد کو چھوڑ دوگے تو اللہ تم پر ذلت مسلط کردے گا یہاں تک کہ تم اپنے دین کی طرف لوٹ آؤ

یہ فرضِ منصبی ادا کرنے اور نہ کرنے کے نتائج و عواقب

- عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنْ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ سنن الترمذي2095 اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم لازمی طور پر نیکی کا حکم دوگے اور برائی سے منع کروگے ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیج دے پھر تم اللہ سے دعا کرو اور تمہاری دعا قبول نہ کی جائے

- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے. وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِيْ أُمَّةٍ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ لَهٗ مِنْ أُمَّتِهٖ حَوَارِيُّوْنَ وَاَصْحَابٌ "اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کوئی نبی کسی اُمت میں نہیں بھیجا مگر اس کے لیے اس کی امت میں سے کچھ نہ کچھ حواری اور اصحاب ہوتے تھے". وہ خصوصی طور پر دو کام کرتے تھے 'پہلا کام یہ تھا کہ: يَأْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ "وہ اس کی سنت کو مضبوطی سے تھامتے تھے" اور دوسرا کام یہ تھا کہ وَيَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ "اور وہ اس کے حکم کی پیروی کرتے تھے . وقت گزرنے کے ساتھ اور نئی نسل کے آجانے سے جذبہ ٹھنڈا پڑنا شروع ہو جاتا ہے اور پھر ناخلف اور نافرمان لوگ پیدا ہوتے ہیں. نبی اکرم ﷺ نے اس بات کو بایں الفاظ فرمایا: ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ "پھر ہمیشہ یہ ہوتا رہا کہ ان نبیوں کے بعد ایسے ناخلف لوگ پیدا ہوتے رہے". ان کے دو کام یہ تھے کہ: يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَيَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ "جو کہتے تھے وہ کرتے نہیں تھے اور کرتے وہ تھے جس کا انہیں حکم نہیں ہوا تھا". آگے فرمایا: فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ "تو جو شخص ان (ناخلف لوگوں) کے خلاف اپنی طاقت سے جہاد کرے تو وہ مؤمن ہے وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ اور جو کوئی ان کے خلاف اپنی زبان سے جہاد کرے وہ بھی مؤمن ہے وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ اور جو ان کے خلاف اپنے دل سے جہاد کرے (یعنی نفرت رکھے) وہ بھی مؤمن ہے، وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ اور اس کے بعد تو ایمان رائی کے دانے کے برابر بھی نہیں ہے.

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فرضِ منصبی

- رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خوب صورت مثال سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت کو سمجھایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اگر کشتی میں سوار افراد میں سے کوئی یہ کہے کہ کشتی میں میرا بھی حق ہے لہٰذا میں اس میں سوراخ کر سکتا ہوں اور دوسرے مسافر اس کو اس کام سے نہ روکیں تو اس کا یہ کام سارے مسافروں کی ہلاکت کا سبب بنے گا۔
اس لیے کہ کشتی کے غرق ہونے سے سب کے سب غرق اور ہلاک ہو جائیں گے اور اگر دوسرے افراد اس شخص کو اس کام سے روک دیں تو وہ خود بھی نجات پا جائے گا اور دوسرے مسافر بھی۔ (صحیح بخاری)
- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت کے بارے میں فرمایا، وَمَا أَعْمَالُ الْبِرِّ كُلُّهَا وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ، عِنْدَ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، إِلَّا كَنَفْثَةٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ تمام نیک کام یہاں تک کہ خدا کی راہ میں جہاد بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسے دریا کے سامنے انسان کا لعاب دہن
- اگر معاشروں میں ان دونوں فرائض یعنی فساد کے مقابلہ میں تمام لوگوں کی ذمہ داریوں کو فراموش کر دیا جائے تو شریعت کی بنیادیں نیست و نابود ہو جائیں گی اور آہستہ آہستہ اصل دین ختم ہو جائے گا اور معاشرہ کے امور تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو زندہ کرنے والوں کو زمین پر خدا کا نمائندہ، پیغمبر اور کتاب کا جانشین کہا ہے
- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ نیکیوں کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا بہترین جہاد ہے